

REGISTERED 783
۱۹۳۱ء
1931
LUCKNOW
OUDHPUNCH
قیمت پیشگی
سالانہ ...... پانچ روپیہ
ششماہی - تین روپیہ
कीमत पेशगी
सालाना ५
छमाही ३
M.B. Khan Artist Lucknow

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی کا منظوم سفرنامہ عراق عجب دلچسپ نظم ہے ضرور منگائیے اور ظریف کی شاعرانہ استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد ۸ر ٹکٹ بھیجیے وی پی اور سی آرڈر [illegible] ہے۔

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مجلدات اودھ پنچ بابت ۱۹۳۲ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں۔ یہ مجلدات ذخائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے مالا مال ہیں۔ ہر کتب خانہ میں محفوظ رہنے چاہئیں۔ ماسوا اس کے دیگر سنین ماضیہ کے بھی مکمل فائل برائے فروخت موجود ہیں فرمائش بھیجیے۔ قیمت فی جلد [illegible]

اودھ پنچ ہر دلعزیز پرچہ ہے اس میں اشتہار دے کے فائدہ اٹھائیے

منیجر

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو [illegible] ترقی [illegible] کیا کر سکتے ہیں [illegible] اس کا استعمال کرکے [illegible] جریان، احتلام اور ہر قسم کی کمزوری سے نجات حاصل کریں اور سوراج کا مزہ [illegible] قیمت فی [illegible] محنت و تندرستی کی [illegible] مضامین سے [illegible] ملاحظہ فرمائیے۔

وید شاستری جام نگر کاٹھیاواڑ

توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ [illegible] دوسرے اخباروں کی طرح [illegible] کی کوشش نہیں کرتا [illegible] قابل [illegible] ہوتا ہے [illegible] کی تقلید کرتے ہیں اور [illegible] اودھ پنچ صرف [illegible] ظرافت [illegible] سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی [illegible] کی ہے [illegible] فرق ہے بلکہ افادات کی جہت سے [illegible] صحیح نتائج و واقعات اور بنیادی اصلاحات، اخلاقی و سیاسی [illegible] سال بھر کے [illegible] آپ کو [illegible] خزانے ہیں [illegible]

(قواعد و ضوابط)

(۱) اجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) کرایہ [illegible] شاگردان مدارس کے [illegible] سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی [illegible] سالانہ قیمت لی جائے گی [illegible]

(۳) [illegible] قیمت [illegible] سالانہ خریداروں [illegible] قیمت [illegible] اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ [illegible] جاری کرائیں [illegible] فائدہ اٹھائیں [illegible] خلاف [illegible] ہے۔

(۴) [illegible] صاحب [illegible] یہاں سے [illegible] اشاعت [illegible] نام [illegible] ساتھ [illegible] دوبارہ [illegible] فروخت کیا جائے [illegible] اشاعت [illegible] ملاحظہ فرمائیں [illegible] نہیں ہوتا۔

(۵) مضامین اودھ پنچ [illegible]

(۶) مضامین صاف [illegible] کاغذ [illegible] لکھے جائیں [illegible]

[illegible] حضرات [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۳

مضامین

۲۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء

اسیر زیست سیاہ

(بقیہ ماقبل)

اس مرحلے کے بخیر و خوبی گزر جانے کے بعد انکی خواہش تھی کہ میں ہر وقت گھر ہی پر رہوں اور سوائے والدہ اور بیوی کے اور کچھ نہ سوچوں۔ مجھے بھی ان کی اس خواہش کے پورا کرنے میں اس وقت تک عذر نہ تھا جب تک کہ میں بستر سے اٹھ نہ سکتی تھی۔ لیکن جیسے ہی کہ میں نے بستر چھوڑا میرے دماغ نے اپنی پرانی حرکتیں شروع کر دیں۔ مجھے کام کرنے کی فکر پھر دامنگیر ہو گئی۔ میں نے یہ طے کر لیا کہ میں اب فلم میں کام نہ کروں گی اسلئے کہ صنعت زیادہ تر لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا اور ادبی حیثیت سے ناکامیاب رہا۔ اسلئے میں نے یہ طے کیا کہ مجھے اب ادبی زندگی بسر کرنا اور گھر سے باہر کسی ادبی ماحول میں اپنا وقت صرف کرنا چاہیے۔

باب دوم

میں نے بہت جلد یہ دریافت کر لیا کہ نیویارک میں سب سے زیادہ ادبی جگہ الگونکوین ہوٹل ہے جہاں تمام ادبی مشاہیر لنچ نوش کرتے ہیں۔ یہ مقام اسلئے اور بھی مشہور ہے کہ جو صنف وہاں لنچ کھاتا ہے وہ یہی لکھتا ہے کہ مشاہیر صرف وہیں لنچ کھاتے ہیں۔ میں نے ابھی سے بین ڈروتھی سے کہا کہ آؤ ہم بھی وہیں چل کے لنچ کھائیں۔

لیکن بین نے یہ کہا کہ اگر تم واقعی بڑے مصنفین سے ملنا چاہتی ہو تو تمہیں میرے ساتھ اس جلسے میں شریک ہونا چاہیے جس میں جارج جین ناتھن نے مدعو کیا ہے۔ یہ جلسہ ایک ایسے ہوٹل میں ہونے والا ہے جہاں ایک خاص قسم کی خوش دلی ہے۔ اس پارٹی میں مسٹر ایچ۔ ال منکن، تھیوڈور ڈریزر، شروڈ اینڈرسن، سنکلیر لیوس، جوزف ہرگشیمر اور ارنسٹ بوائڈ بھی ہونگے۔ میں نے بین سے پوچھا کہ اگر یہ لوگ واقعی بڑے ادیب ہیں تو وہ اس گمنام ہوٹل میں جا کر کیوں نہ کھانا کھائیں جو انتہائی کے لیے مشہور ہے جہاں کھانا کھاتے ہیں؟ بین ڈروتھی اس سوال کے جواب میں ہنستے رہے اور کوئی وجہ نہ سوچ سکیں کہ ان مشاہیر کے وہاں جمع ہونے کی وجہ یہی خاص قسم کی خرابی ہے۔ ہر حال میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اس پارٹی میں شریک ہونا چاہیے۔ اسلئے کہ ان مصنفین میں سے بعض اس طرح کے ناول لکھ لیتے ہیں جو کافی آگاہ میں پڑھ لیے جاتے ہیں۔

لیکن اگر کوئی صاحب یہ سمجھیں کہ یہ پارٹی واقعی طور پر کوئی ادبی اجتماع ہوگی تو وہ بہت بڑی غلطی کریں گے۔ اس لیے کہ اس پارٹی میں ہر ایک مصنفین نے بھول کے بھی اپنے ادبی کارناموں کا ذکر نہ کیا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر ان میں سے کسی نے اس قسم کی جسارت کی ہوتی تو کسی نے سنا بھی نہ ہوتا اسلئے کہ وہ بیچارے برقی پیانو میں پیسے ڈالتے رہے اور عریاں گیت گاتے رہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ جب مصنفین اس اعزاز کو لیتے ہیں تو معمولی طبیعت کے انسانوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ کچھ پیسے صرف کر کے کسی تھیٹر میں چلے جائیں۔ لیکن میں خود اپنے کو اتنا ضرور کہونگی کہ مجھ میں اتنی عقل ہونا چاہیے تھی جو میں یہ پہلے ہی سے سمجھ لیتی کہ جو لوگ واقعی کسی غیر ادبی عورت کے دوست ہونگے وہ کس حد کے ادیب ہوں گے۔

میں نے اس مقصد سے ڈروتھی بین کو اپنے ساتھ الگونکوین ہوٹل لنچ پر چلنے کے لیے مجبور کیا۔ وہاں جا کے میرے آنسو نکل آئے۔ اسلئے کہ یہاں جو لوگ جمع ہوتے ہیں وہ سب کے سب اعلیٰ پیمانے کے نقاد ہیں یعنی حضرات دنیا بھر کو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتاتے ہیں۔ انہیں کا عمل نمونہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے؟ یعنی ہم جانتے ہیں انہیں کو دیکھ کے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مصنفوں اور اداکاروں کے افعال و حرکات کیسے ہونے چاہئیں۔

بہرکیف ہم ہوٹل میں قبل از وقت پہنچ گئے تاکہ ہم ان مشاہیر کو آتے ہوئے اپنی آنکھوں دیکھ سکیں۔ وہاں پہنچ کے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی دوسرے شخص کے قریب ہی اسے جگہ ملے تو اسے چاہیے کہ وہ خانساماؤں کے عہدے دار سے ضرور دوستی کرے۔ الگونکوین ہوٹل کا مہتمم اور جارج کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ایک مخمل کی رسی ایک خاص کمرے کے دروازے کے سامنے لگائے رکھتا ہے تاکہ وہ لوگ اس کمرے میں نہ جا سکیں جو بڑے لوگوں کی باتیں نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ہوٹل میں اور بھی متعدد کمرے ہیں جو عوام کے لیے ہیں۔ بہرحال میں نے جارج سے کہا کہ ہم دونوں اس مشہور ادبی گول میز کے اتنا قریب بیٹھنا چاہتے ہیں کہ ان بڑے آدمیوں کی باتیں سن سکیں۔ جارج نے ہم لوگوں کو قریب ترین میز پر بٹھایا۔ اور جو بیرا ان لوگوں کے احکام بجا لاتا تھا اسی کو ہماری خدمت بھی سپرد کی گئی۔ میں نے اسی بیرا سے گفتگو کرنا شروع کر دی۔ اور یہ بھی معلوم کر لیا کہ اس کا نام ٹانی ہے اور وہ بھی بہت بڑا آدمی ہے۔

میں جس قدر ان لوگوں سے ملتی جلتی ہوں اتنا ہی مجھے اس امر کا احساس ہوتا جاتا ہے کہ دنیا میں سچے آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ چنانچہ ٹونی نے یہ بات مجھے بتائی کہ یہ بہت ممکن ہے ایک شخص جسمانی حیثیت سے صرف ایک یونانی بیرا ہی دکھائی دے مگر! عقلاً اس میں قدیم یونان کا سارا علم و ادب بھرا پڑا ہو۔

لیکن مجھے بتایا گیا کہ ٹونی کی تربیت بالکل شہزادوں کی طرح ہوئی تھی۔ اسلئے کہ ٹونی کے والد جن کے ایک معمولی لڑکا بھی تھا یونان کے بڑے امراء میں سے تھے۔ ٹونی نے اپنے بھائی صاحب ہی کے ساتھ تعلیم پائی تھی اور ایک ہی معلم نے دونوں کو

[illegible]

مرحوم ہو جاتی ہے کی تعلیم ہوئی تھی مگر ٹونی کہتا ہے اسکی ماں یہاں سے بالآخر واپس آ گئے۔ پہلے وہ شخص [illegible] ایک ترک دوست کہتا ہے [illegible] کیا کہ ٹونی کی ماں ایک قتل عام میں ماری گئی تھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ترکوں کو [illegible] بہت ہے ٹونی کا خیال ہے کہ اسکی وجہ صرف شراب کی ممانعت ہے۔ ٹونی کہتا ہے کہ جب ترک کسی بات پر جھگڑتے ہیں تو شراب ممنوع ہونے کی وجہ سے یہ نہیں کر سکتے کہ کہیں جا کے خوب چڑھا لیں اور غم غلط کر ڈالیں اس لیے انہیں آ جاتے ہیں باہر ہر کوئی نہ کوئی قتل جلدی سے کرا دینا چاہتا ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ جب میں اخبارات میں خون و قتل کے [illegible] تذکرے کو دیکھتا ہوں [illegible] روزانہ [illegible] کرتے ہیں۔ پھر جب میں ان میں کی شناخت کرتا ہوں جہاں جہاں ملک میں خون و قتل کے مقدمات [illegible] مل جاتی ہے تو ہمیشہ ترک ہی ہوتے ہیں۔ میں اسی لیے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تمام باتیں شراب کی ممانعت کا پھل ہیں۔

میں نے اس پر ٹونی کی ذہانت کی بڑی تعریف کی مگر مسز [illegible] نے بات کاٹ کے اس سے کہا کہ اگر تم جلدی سے میرے لیے [illegible] چائے لا دو تو میں بھی تمہاری ذہانت کی بڑی تعریف کروں گی اس بیچارے غریب کو گفتگو منقطع کرنا پڑی اور چائے لانے کے لیے جانا پڑا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مسز [illegible] کے دماغ میں [illegible] کے وقت سوائے کھانے کے کسی اور بات کا گذر ہی نہیں ہوتا لیکن میری یہ حالت ہے کہ میں جب تک کچھ حاصل کرتی رہتی ہوں مجھے یہ بھی یاد نہیں آتا کہ میں کچھ کھا بھی چکی یا نہیں۔

بہرحال جب ٹونی واپس آیا تو میں نے اس سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس گول میز کے چاروں طرف کے متعلق جو کچھ جانتا ہو مجھے بتا دے۔ اس نے کہا کہ میں ان سب لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ سب مجھے بہت مانتے ہیں۔ میں ان میں سے نہیں ہوں جو بڑے آدمیوں کی گفتگو سے زیادہ [illegible]

انتظام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں ان [illegible] باتیں بھی سنتا رہتا ہوں اور ملازموں لڑکوں سے زیادہ اچھی طرح سنتا ہوں۔ کیونکہ ٹھیک بات کر کے دوسری بات کے سوچنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور انہیں [illegible] کا موقع ہی نہیں ملتا کہ دوسروں کی باتیں بھی سن سکیں۔

ہر کیف سب سے پہلے [illegible] جو تعارف [illegible] وہ مسٹر گریب ٹری تھے۔ وہ بہت بڑے صاحب علم ہیں اور ایک کالم روزنامہ میں [illegible] چھپ جاتا ہے۔ [illegible] ہے کہ وہ بات [illegible] کسی نہ کسی دوست سے ضرور متعلق ہوتی ہے۔ اس بات سے وہ بہت خوش ہیں کہ پبلک یہ سمجھنے لگی ہے کہ ان کے دوست دنیا بھر کے دوستوں سے لائق [illegible] ہیں کیونکہ اس [illegible] ایک دن بھی ایسا نہیں گزرتا کہ ان کے [illegible] کا ذکر ان کے مقالوں میں نہ ہو [illegible] پبلک کے حصہ کو اس سے بڑی دلچسپی ہوتی ہے کہ اخبارات کے اول کالموں کو برابر پڑھنے [illegible] روزنامہ سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ مسٹر گریب ٹری کے دوست [illegible] کے [illegible] کون سے کام میں مشغول رہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ ان کے دوست [illegible] کوئی نہ کوئی [illegible] کرتے رہتے ہیں جس کا تذکرہ پڑھ کے پبلک خوش ہو مثلاً کبھی وہ [illegible] الفاظ سازی کا مقابلہ کرتے ہیں کبھی [illegible] ٹیموں میں کھیل تماشے کرتے ہیں اور کبھی [illegible] پارک میں [illegible] مقام کو ایک مقام پر جمع کرنے کے لیے معمولی سا [illegible] ہوتا ہے کسی کا [illegible] کا کھیل دکھلاتے ہیں۔

مسٹر گریب ٹری کے بعد [illegible] کے مشہور ناقد مسٹر ہیری ایل بی سے تعارف ہوئے ان کا کام [illegible] کرو [illegible] سے ایسی [illegible] کی [illegible] کیونکہ یہ کام [illegible] [illegible] ہو جاتا [illegible] ہے۔ [illegible] کوئی [illegible] زیادہ کمسن ہو [illegible] تو [illegible] اس وقت کی وجہ سے مسٹر ایل بی [illegible] ہیں کہ وہ آرٹ [illegible] کیسی ہے۔

[illegible] کہیں [illegible] پسند کرتے ہیں [illegible] کے سادہ [illegible] کچھ پوچھے نہیں [illegible] کہ [illegible] ٹونی مسٹر ایل بی کی باتیں سنا کرتا ہے اور [illegible] بھائی کے [illegible] لکھتا ہے تو [illegible] مسٹر ایل بی کے اقوال نقل کر کے یہ لکھتا ہے کہ [illegible] کے اقوال ہیں۔

[illegible] مسٹر ایل بی کا نام [illegible] ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرا بھائی [illegible] نہیں ہے پہلے میں [illegible] کا نام [illegible] سے [illegible] مسٹر ایل بی کی [illegible] بھائی [illegible]

مسٹر ایل بی کے بعد [illegible] مسٹر [illegible] تھے وہ ہمیشہ کسی نہ کسی نئی لڑکی کے عشق میں گرفتار رہتے ہیں۔ ٹونی کا خیال ہے کہ جب کوئی مرد مسلسل کسی [illegible] کے عشق میں گرفتار رہا ہے تو [illegible] بات [illegible] کہ [illegible] کی طرح [illegible] نہیں سکتا کہ پیچھے کسی وقت کوئی تنہائی کا موقع [illegible] لوٹنے اور [illegible] سے۔ بلکہ [illegible] سب سے پہلے اپنی بیوی کو اس حادثہ کی اطلاع دینا ہوتی ہے پھر [illegible] اس [illegible] تحریر [illegible] کی [illegible] کو تلاش کرتے ہیں۔ پھر اپنا [illegible] دوسرے [illegible] کو [illegible] سناتے ہیں اور [illegible] سے [illegible] ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] معاملہ بے نتیجہ ہو کے رہ جاتا ہے۔

بہرحال آخر کار [illegible] جمع ہو گئے۔ ان کی [illegible] کی گفتگو [illegible] کی تھی۔ ایک صاحب [illegible] سے [illegible] بھی۔ قرنے [illegible] گذشتہ [illegible] کا تھا وہ [illegible] (باقی [illegible])

[illegible]

افادات نیاز مندانہ حضرت فرزانہ پھپوندوی

وہ قصیدہ میں لکھوں آج جو تائید حق
کہ پھڑک جائے جسے سنتے ہی روحِ عشق

جس کے مصرع و مطالب ہیں اک مجموعۂ رنگ
جن کی شمشیرِ زباں سے ہیں کلیجے منشق

آپ کا علم و تبحر ہے جہاں میں مشہور
دیتے ہیں آپ کا ہیں زمانہ کو سبق

ہیئت و فلسفہ و منطق و تاریخ و نجوم
آپ ہر اک میں ہیں آئینہ جناب محقق

علم میں حضرت جالینوس سے بھی پایہ بلند
عقل میں ثانی علامۂ رازی بھی بحق

چند سمجھا ہے کوئی آپ کے رتبے کی خبر
آپ کی شان ہے مافوق خرد سے ملحق

آشنا ہے وہاں آپ کی فرقت کا جہاں
شب ہجر و فراق کی بچھڑا سینۂ شق

گریہ و بوسہ و کلب و شغال و روباہ
آپ ہی کی ہیں تو منظور جب دلق

خوک و شیر و گاو و جاہلی و نادانی
ذات والا ہے صد حسیب ہیں مشتق

آپ ہیں الکلام صفات کی تفسیر ہیں آپ
فخر صحرائی وادی سے زیادہ احمق

آپ جب گرم ثنا ہوتے ہیں ہوتا ہے گماں
ہے گمراہ یہ گنہ کوئی شغال عشق

آپ کی گند ہوائی کے مقابل ہوکر
لاکھ سنداس نجاست سے ہو مغرق

دل بہا آپ کے ہر میں خنجر
ورنہ آتے ہیں کہاں سے یہ معانی دقیق

عقل کو ناز ہے تشبیہ اگر دی جائے
تو دماغ آپ کا ہے گنجینۂ نادر دقیق

تو جناب بزم خمش کی نہیں مشہور
اس لقب کے ہیں آپ ان سے زیادہ مستحق

آپ کو دیکھ کے لکھتا ہے یہ کہہ ہیں آپ
حضرت قارون قبلہ کی تحقیق ہے حق

مال اللہ ہی کے ساتھ آپ میں اک خوبی عجیب
آدمی آپ کو سمجھے وہ یقیناً احمق

جو کی زندہ کھائیں تو بیاں
آپ کے سامنے ہو جائیں گے سب شجے مُحرق

دشت بلبیس و سفاہت کے ہیں آپ آج
قلزم عجب و تکبر کے شکستہ زورق

آپ اک مردہ ہیں جو سر ہی سے
سمجھیں شرح حق کو آپ اک بندق

عقل ہے خوش قسمتی حضرت افسر کا ہیت
آپ سے بڑھ کے گروہ بھی نہ تھے ارذق

قیدعقل وہ حسرت جن پہ نثار
رنج وہ پرور حسن حبیب ہے مثل شفق

سایۂ ہے وہ آسیب مجسم جس سے
آپ کے لیتے ہیں بلیات زمانہ بھی سبق

لب شیریں کی حلاوت بھی مثل
دہن تنگ کی تنگی سے پشیماں خندق

آپ کی جبین کے لیے معذرال
سیکڑوں لائے گئے ہوگئے جاں سے لق

لائے پانی کی سیاہی کے سمندر ہو گئے ختم
پھر بھی سادہ ہی رہے رُخ کتابی کے ورق

رنگ یاں صاف سودا ہے اک طرفہ بہار
جس طرح ابر سیہ میں ہو نمودار شفق

اپنی دق کیلئے خاک آپ کی ہے آب حیات
ہم خواص آپ ہیں سوطاں کے اگر ہیں عرق

آپ کے فیض انبات کا کرشمہ ہے کہ آج
لکھنؤ میں ہے دہلی سے زیادہ رونق

آپ جب تک ہیں جنوں خانے کی حد سے باہر
آگرہ کو نہیں کچھ فخر و مباہات کا حق

آپ کے خانۂ عاقل کے لیے ہے تو وزن
روشن بالاو زیق

آپ کی بلاغت کرنا ہے محال
ایک ہے مصرانہ نہایت ہی بدق

آپ کی شان کا یہ پیچ
ہے وجود آپ کا اک مقال مشتق

ختم ہوتا ہے قصیدہ یہ بصد عجز کلام
حقانی سے دعا اب ہے کہ لے حضرت حق

جلد تر آپ کو لاحق ہو بلا سے کاوس
سادم مرگ رہیں آپ گرفتار قلق

بطن اقدس میں ہو اسہال کا اسہال سبز
دسفید آنکھ کے ... ... اشق

لاحق ہو آپ کو وہ سندہ جو کہ بیکار رہیں
تک دخل حقیقت وکمون و یورق

ہو سپوست کا وہ طلب ذرا کام دے
ماءِ ملیح و زلال تحق و آب تبق

ہو شدوم پھر کو مغلق خلش باسوری
دم رہے آپ پہ جو ... سینہ شق

جوش سودا ہو یا ناک کے نسلا خوں سے
جیم طاؤس خفقل جیسے گلاسے بق

آپ کے سرپہ رہے جلوہ کناں سالہا سال
آپ کے سایۂ ... ماموں رہے خلقت حق

اللہ رے میں

مظہر قدرت ہوں ہور فانی ہوں میں
اللہ اللہ کیسا لاثانی ہوں میں

ہے مرا آستانہ استانہ ازل
معنی آئینۂ رحمانی ہوں میں

مصحف قدرت کا ہیں ہوں نکتہ دال
کاشف اسرار ربانی ہوں میں

سنگ میل جادۂ عرفان حق
رہنمائے راہ یزدانی ہوں میں

شارح اجمال راز کن فکاں
موجب تفسیر قرآنی ہوں میں

ہوں بکثرت قفل وحدت کی کلید
رونق بازار ویرانی ہوں میں

منشی قدرت کا ہوں منشائے دل
نامۂ ترجیح عرفانی ہوں میں

میں ہوں مسجود ملائک بیش حق
باعث تشہیر شیطانی ہوں میں

میرے جلنے سے منور جسم غیر
شعلۂ شمع شبستانی ہوں میں

الغرض کیا کیا کہوں المختصر
اشرف المخلوق امکانی ہوں میں

کون کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں
ہستی موہوم ہوں فانی ہوں میں

معنی باندازہ خوبی مجھ سے ہے
زلف جاناں کی پریشانی ہوں میں

حسن صورت حسن سیرت کا غلام
عارف سالک ہوں وجدانی ہوں میں

پھر سب کچھ ہوں میں اے بسمل مگر
اک ذرا ننگ مسلمانی ہوں میں

نامسلمانی یہ بھی لیکن جناب ق
کافروں کا دشمن جانی ہوں میں

بسمل ہوشیارپوری

سفر غریب

(نمبر ۲)

بمبئی میں قیام گاہ پہلے سے طے شدہ تھی۔ گاڑی سے اترتے ہی دماغ چکرا رہا تھا گلزار نسیم میں عشق کی بدولت کسی کا دوزخ بھنگی بن گیا تھا۔

مرنے لگے بیٹھے بیٹھے بیکر
فانوس خیال بن گیا تھا

مگر شیخ صاحب کا دماغ عشق سے خالی تھا نہیں، تو کرکٹ ٹیم کمپنی کے خاندان

جرنے کے سمندر کے مثل دھواں بھر رہا تھا۔ سنتے ہیں کہ لندن کے بعض (تیزاب) ہمارا بہ کے مرکب سے ربر کے غباروں میں گیس بھری جاتی ہے سوال یہ ہے کہ آیا دماغ ربر کا ہیلیم ہو گیا؟ غالباً آگ ہوری سے برقی طاقت پہ گاڑی چلائی جاتی ہے۔ یہ گاڑی کوہستانی سرنگوں میں جب داخل ہوتی ہے تو ہوا کے تھپیڑے کانوں کو بہرا کر دیتے ہیں کیا دماغ میں ہوا بھر گئی اور وہ بکری کے پھیپھڑوں اور مشکوں کی طرح پھول گیا؟

واقعہ کو ہیں ہے کہ اس خیال کی ایسی تھیں۔ ربر کا غبارہ اور بکری کا پھیپھڑا تھا دماغ نہ تھا۔

قلی کہتا ہے ”سیٹھ کہاں کو جانا ہے؟“

ہم کہتے ہیں ”بھائی ذری دم لے۔ بتاتے ہیں۔“

وکٹوریہ ٹرمنس والا پوچھتا ہے ”سیٹھ کہاں کو“

ہم ظاہر ہے منہ دیکھتے ہیں نام یاد آئے تو بتائیں۔ کئی منٹ میں یاد آیا اور ”دادر روڈ“ کا بتا چلایا جیسے ناک اور کان کے سوراخ سے دھواں اور غبار صاف کیا۔ ٹرین چلی۔ خدا جانے

ہیں تو حیرت کی جگہ نہیں۔ جیسے مرنے سے تشنہ سے تسائی کے گئے ہوں اس عمر بھی میں نظر آئے تھا وہ پھر کبھی دکھائی دیں۔

یہ شہر ایک جزیرہ تھا ہے جیسی عمارتی کی طرح مکانوں کی کھیاں ڈبیاں تو بڑی آتی

مگر یہاں کی زمین تنگ آسمان دور یعنی یہاں اس کے لیے تنگی ہے عموماً مکان پختہ ہیں مگر جو برلی سے محروم خاص طور کی عمارت تعمیر ہو گیا ہے انسان کا دم گھٹ جائے۔

تمدن کی ترقی کے رخ زمانہ تاج جتنے اس مقام پر محسوس ہوتے ہیں شاید کسی دوسری جگہ محسوس ہوں گے۔

ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اگر کسی وقت کسی شریف کی جیب خالی ہو جائے دو وہ پیٹ بھرنے کے لیے یا تو کسی جرم اخلاقی کا مرتکب ہوگا کے ارتکاب پر مجبور ہوگا یا دست طلب دراز کرے گا عزت بیچنے پر یہاں پیدا ایمان ہو وہاں کی اخلاقی حالت کبھی درست نہیں رہ سکتی۔ مزدوری کا دروازہ مزدور کو کھلا ہے مگر ہر وقت اور ہر مقام پر نہیں بعض مزدوری بری تھی اور مخوار عزت باقی رکھنے کے لیے درختوں کی پتیوں پر اوقات بسر کر لی جاتی ہے مگر یہاں ایسے درخت بھی نہیں ملتے جن کی چھال یا پتی پیٹ بھر سکے۔ یہاں انسان وہی ہے جس کے پاس زر نقد ہو۔ قدرت نے بھی غضب تھا



پہیلی

جان بل: اتنا بڑا۔ گول گول ہے

انڈیا: صاف صاف کہو سوراج مکمل آزادی۔

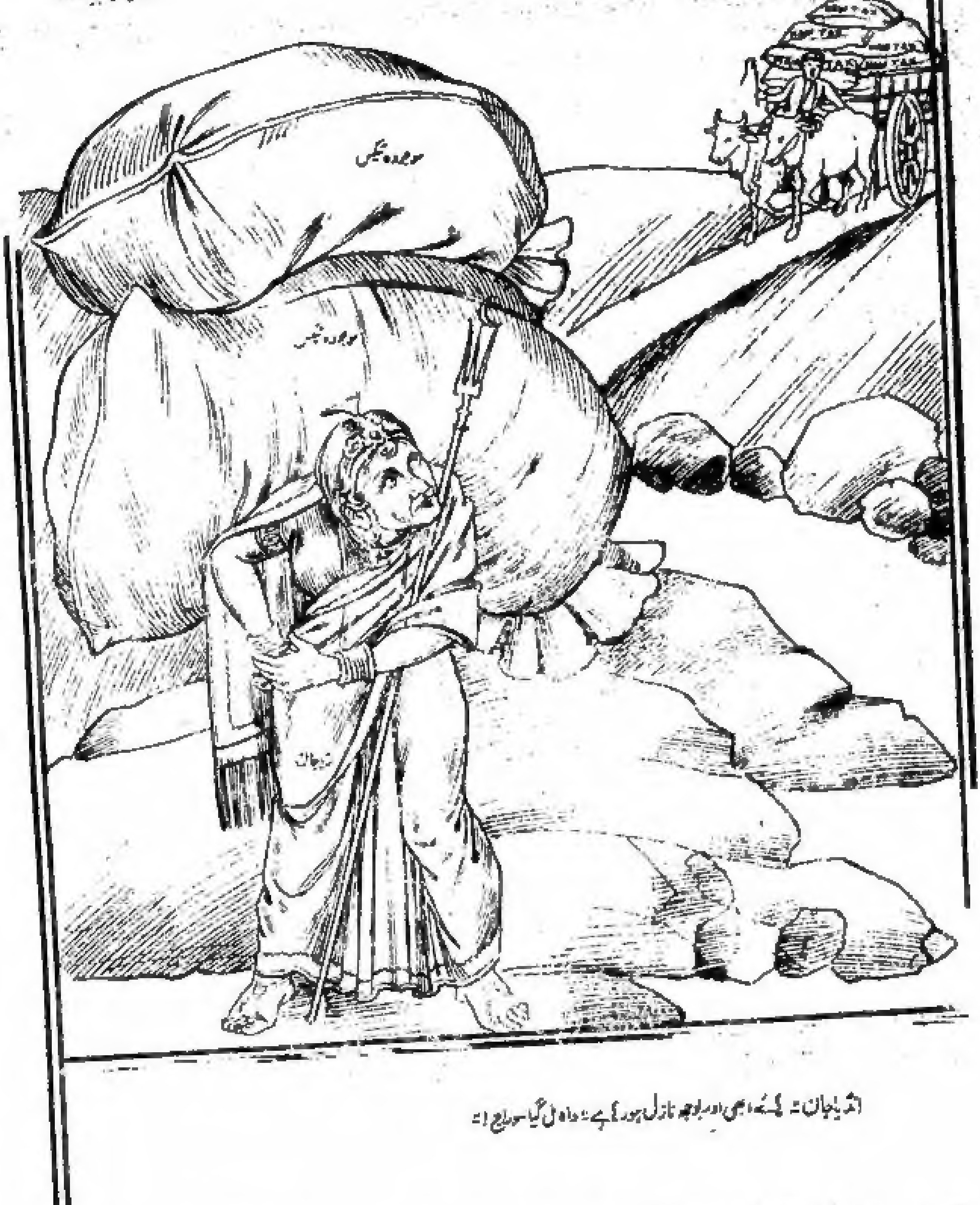
جان بل: پھر پوچھو۔

کیا راز ہے کہ بمبئی اور حیدرآباد دونوں مقاموں کے گھوڑے سو دا مرحوم کے گھوڑے کی نسل سے ہیں۔ آگے تو بڑھا ہی کھائے۔ پچھوں پر ڈنڈے رسید کیجیے تو پشت چلتے ہیں۔

ہمارا لکھنؤ مفلس ہے اگر یہاں جہاں تک زیادہ

پہنچ گئی ہیں۔ بالشت بھر جگہ ہے مگر اس میں تین چار سو نفر آباد ہیں۔ کرایہ سنیے تو ادنیٰ کوٹھڑیا تیس چالیس پچاس اور بعض مقامات پر ڈھائی سو ماہوار کرایے سے کم نہیں۔ الحمدللہ واسعۃ (خدا کی زمین وسیع ہے) مشہور ہے

ہرگز اس قسم کی مدنیت سے راضی نہیں بجا وشد لکھنؤ تا قدر لکھنؤ بھی پہلے کبھی گہوارۂ اطفال تو مرکز تھا یا انیسہ نہ اعلیٰ بغیر کسی کی مدد کے اپنا پیٹ پال سکتے تھے آبادی سے فاصلے پر گھاس پھوس کی ایک جھونپڑی بنائی اسی کے گرد



انڈیا جان :- ہئے! ابھی اور بوجھ نازل ہو رہا ہے :- واہ مل گیا سو آج !



WEMBLY
LONDON
TRADE MARK

گھڑیاں بہت تھوڑی دیر میں درست کر لی جاتی ہیں اور سکو وقت لگتا ہے۔ رحیم نے پوچھے شکم کے بیچ چھلکا دیئے۔ تھوڑی سی جاگ ہوئی۔ اور خدا کی عبادت میں مصروف ہوگئی۔

یہاں مسافر اگر راہ پوچھے تو جواب ملتا ہے "اپنے کو کیا خبر؟ ہاں اخبر کیونکر ہو سکتی ہے۔ سوال نہ ایک اور جواب۔ پانچ اور سات ۲۶ اور ۲۳ کے شمار میں جیسے صاحب رسالے کے ستے کی نسبت کرتے ہیں خلل ڈالا۔ بھلا نے بھلا نے علاوہ یہاں ہی جواب دیتا ہے۔ چونکہ کسی وقت مہلت نہیں ہوتا کہ تب بھی شخص کے لیے بھی تھوڑا ساوقت ہے۔ بس وقت کام کا اور صاحب بہر ایک شخص کو ہے۔ دل کی بہت بد اخلاقی کی بنیاد ہے روزی جمیع کے نام سے ہر شخص تو ہفتہ بڑے بڑے سیٹھ جو گھر ہی کھاتے ہیں سر راہ خود پر پہنچے اور دست بگریبان ہو جاتے ہیں آن وجہ میں اس کا لی گھوڑے کا اثر بھی زائل ہو جاتا ہے تو اور ہم لوگوں کی آفریں پیچ بیاتی ہے۔ وہ اگر بھی خوب دو بڑے بھی خوب!

ایک بیل سامنے کرنے پر تمام تماشے ہماری نگاہ سے گزر گئے۔ دل میں ٹھان لی کہ یہاں کسی سے ملنا جلنا بے سود ہے۔

ہاں خوب یاد آیا یہاں پولیس اور اس کی وردی بہت خوبصورت ہے جبتوں کا لا جواب سالا اور چہروں پر برستا ہے۔ سیاہ یا سیاہی مائل نیلگوں (وطنی میں خود سے دیکھا نہیں) وردی ذیلے پتلے ہاتھ پاؤں رنگ کالا گز چھوٹے چھوٹے قد مگر پگڑی کی لمبا مسند۔ اگر یہ پگڑی ذرا سے قریب ہوتی تو ایک بڑے قد کا بھوڑا دوست حرکت کرتا نظر آتا۔ اس پگڑی میں غالباً آدھ گز سے زیادہ کپڑا صرف نہ ہوگا۔ لکھنؤ کے صاحبوں کی چوکسی دار پگڑی میں بھرتی نہیں ہوتی جو پشت پر چھوٹی چوٹے سے بنائی جاتی ہے جس کی لمبان کافی ہوتی ہے۔ یہاں آدھ گز دو کپڑے میں چند ایسی ہی لنگوٹی نکلا ہی۔

یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہر ملک و ہر دیس کے۔ لیکن اہل لکھنؤ (پولیس) کی وردی با رعب و رشان ہونی چاہیے۔ آخر لکھنؤ میں بھی تو پولیس کے سپاہی ہیں۔ کیوں نہ پھبتی زیب (دیہاتی) لگتی ہے خیر ایسی نہ کہیں کوئی کان میلا کرتا ہے وہ ہمارا ہی بڑا ہے۔

اے جناب پنچ! اس کمین اس قابل کہ آئی کچھ دلبستگی ہوتی صرف ان دوست سے مل سکے جن کے گھر بالکل طرح نازل ہوئے یا ایک اور جنگ سے اجنبی تھے ہیں صاحب سوات کی اس کچھ پیچھے بمبئی میں یا تو ہم نے چار دستوں پانی دیکھے کے سیکڑوں مکان دیکھے یا دو تین آدمی۔ ایک اجنبی شخص کو دو تین آدمی مل گئے یہی بہت ہیں شاید زیادہ قیام کرتے تو کچھ زیادہ مستفید ہوتے۔ دل اس قدر گھبرایا کہ دوسرے ہی دن حیدر آباد کے واسطے سامان باندھ دیا۔ ہم سے زیادہ دنوں کو بمبئی ہو کے حج کا ثواب مل جاتا ہے۔

اس مضمون کا یہ مطلب کیونکر سمجھ لیجئے گا کہ ہم خدانخواستہ بمبئی کو حیوانوں کا مسکن خیال کرتے ہیں اتنے بڑے شہر میں جہاں رہنے کو جگہ نہیں ملتی ہزار ہا نیک انسان ضرور ہوں گے۔ مگر ڈھونڈے کون اور کہاں؟

جن صاحب کے مہمان تھے وہ ایک مشغول الفکر گھبرائے ہوئے سہرہ دم تازہ خیال آدمی ہیں۔ دل کے دل برائے بڑا نہیں۔ یہ اپنی اپنی رائے ہے۔ انتقاماً اگر ان کا جی چاہے تو ہمارے بارے میں بھی ایسا ہی خیال ظاہر کر سکتے ہیں)۔

(باقی آئندہ)

مولانا پنچ کی نوٹ بک

تاریخ نثر اردو

(حصہ اول)

ایک صاحب نے (مصنف یا مرتب معلوم نہیں) خدا جانے کیوں یہ کتاب ہمارے پاس بھیجی ہے جیسا بتایا ہے، ہم کو اردو نثر سے کیا واسطہ؟ مگر کسی عمولی چیز جب کسی بڑے آدمی کے سامنے آ جاتی ہے تو ہر نگاہ بغیر ارادہ و قصد کچھ نہیں تو چند حروف ہی سہی دیکھ ضرور لیتی ہے۔ اسے تو دیکھ لینے کا لپکا ہے۔

دیکھنے کے وقت کوئی حسن صاحب اطہر وی ہیں جنھیں خدائے یاسلم یونیورسٹی علیگڑھ کی شامت اعمال نے اُردو کا پروفیسر بنا رکھا ہے۔ یہ تقدیری امور میں ان کا کسی کا زور نہیں چلتا۔

کتاب کا ہے کو ہے ایک دان برنج ہے جس میں طرح طرح کے دانے بھرے ہوئے ہیں۔ گرد جو قلم حضرت مولف معلوم ہوتا ہے کہ دانے کی تلاش میں گھوڑے پر پہونچ گیا۔ اور پہونچا تو پھر وہاں سے بغیر سنگ دان بھرے نہ پلٹا۔ یا تنہی کہ جتنے نمونے اس حوصلے میں عبارتوں کے جمع کیے گئے ہیں باستثنائے بعض سب کے سب حسن انتخاب سے محروم ہیں۔ ہاں صاحب ؎

پسند اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی

شاعر کہتا ہے ؎

کوئی دیکھے لالے گلاب کے پھول
ہم اپنے کسوٹی کی جڑ دیکھتے ہیں

مثلاً چالیس برس منشی سجاد حسین مرحوم نے اودھ پنچ کی اشاعت و ترتیب میں صرف کیے اور ضمناً نئے راستے عبارت آرائی کے نکالے گر پنچ قوم وہی خود اُنکی تحریر کا پتا حسن سے جاری ہے۔

مشہور ہے کہ ایک شاہزادے کے ذکری طرح کمزور اور ضعیف الجسم تھے وہ قضا یا ت غلط نتائج اخراج کیا کرتا تھا۔ لوگوں نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ شہزادے کو نجوم پڑھائیے۔ نجومی لال بجھکڑ ہوتے ہیں کیا عجب ہے کہ صاحب عالم کی یہ کمزوری رفع ہو جائے۔ نجوم کے اہر افراد جمع کیے گئے۔ چند روز کی مشق میں صاحب عالم کچھ غیب دان ہو گئے۔ بادشاہ نے امتحاناً ایک انگوٹھی مٹھی میں لے کے پوچھا بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟ صاحب عالم نے زائچہ کھینچا آنکھیں بھینچ

انگوٹھے سے انگلیوں کی پوروں پہ اس طرح کھایا۔ دشمن کرکی گنتیاں گنتا۔ پھر چونکہ دمن کرکی

ساں پہ جاری ہو کا اشارہ کیا۔

یہ سلطان عالم دست مبارک میں چاندی ہے؟

بادشاہ = ہاں۔ درست ہے۔ مگر کچھ اور؟

شہزادہ = پتھر بھی ہے۔

بادشاہ = ٹھیک ہے۔ مگر وہ ہے کیا؟

شہزادہ = چاندی کی شکل گول ہے اور اسمیں

چورس یا سوراخ بھی ہے۔

بادشاہ = شاباش! لیکن یہ تو بتاؤ کہ ہے وہ

کیا چیز؟

اب جناب شہزادہ صاحب سوچ میں گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ عرش کے طلسم توڑ دینگے یا کاوڑ کا گرہ اٹھالینگے۔ بعد غور و خوض دو شہ پہاری فرمانے لگے۔ اور ہنس کے فرمانے لگے۔

یہ بتادوں حضور۔ اگر بتادوں تو حضور سے انعام ملے گا؟

بادشاہ = انعام کیسا؟! جو کچھ میرے قبضے میں ہے وہ سب تمہارا ہے۔

شہزادہ = تو پھر صاف صاف کہے دیتا ہوں۔ ظل اللہ کے دست مبارک میں چکی کا پاٹ ہے جو گول بھی ہوتا ہے سوراخ دار بھی ہوتا ہے اور پتھر کا بھی ہے۔

حضرت علامی فہامی احسن مارہروی صاحب لکچرار مسلم یونیورسٹی کالج علیگڈھ نے شہزادہ حضور کی طرح محنت بہت کی مگر ملا کیا چکی کا پاٹ اور یہی چکی کا پاٹ حضور نظام دکن کے دست مبارک میں دے دیا۔ خود ہی فرماتے ہیں اور کیا خوب فرماتے ہیں ؎

نظر آتی ہیں ہتیلی کی لکیریں جیسی
ہیں ہمیں اردو کا ہر اک نقش ہیں ہوگا

دیکھا آپ نے سماں شدکے یعنی ہاتھوں کی لکیا دکھیں۔ دیکھیے ہیں ابھی سعادت حاصل ہوئی ہے آگے آگے دیکھیے تمام تشبیہ قبضے میں آجائیں گے دیکھ رکھا تو ملا کی مسجد بالکل واضح ہے۔ نظیں

کی عجیب و غریب بے معنی تحریر ہے کی چوٹ کتاب کی تعریف کا اشتہار دے رہی ہے۔

پھر فرماتے ہیں ؎

یہیں آغاز ہوا تھا یہیں ہوگا انجام
اس تناسب سے دکن مخرج و مخزن ہوگا

اوپر کے اشعار میں فرمانروائے دکن اوم کی مدح ترقی اردو کے بارے میں کی گئی ہے فرماتے ہیں کہ دکن ہی میں آغاز اردو ہوا (مولد اردو) اور یہیں انجام ہوگا۔ انجام یعنی۔۔۔ الغرض۔ اگر یہی مطلب ہو تو مصرعہ

اس تناسب سے دکن مولد و مدفن ہوگا

اور اگر یہ مطلب ہے کہ اردو کا مولد دکن ہے اور یہیں سے اسکی ترقی کا دور بھی شروع ہونا چاہیے تو الفاظ اس مطلب کی توضیح سے قاصر ہیں۔ بطریق تقابل آغاز کا مقابلہ مخرج سے تو خیر پہ زور بازو ہو سکتا ہے لیکن انجام کا مقابلہ مخزن کے ساتھ زبردستی بھی نہیں ہو سکتا۔

یہ قطعہ از سرتا پا اس قابل ہے کہ حضرت او ہاسا الادب کے سپرد کیا جائے۔

بہتر۔ لیجیے جناب اور باہر زبان نمونوں پہ ایک نظر ڈال جائیے۔

کہاں سے آئے کہیں سے نہیں

آخر وہی ہوا جو ہم نے کہا تھا۔ لندن کی گول میز پر چکر گھنی کا تماشا دکھانے والے ہندوستانی اب حکومت کے لیچر سے اکتا کے عازم وطن ہیں۔ بچوں کو بہلانے کے لیے بڑھیاں کہانی کہتی ہیں:

"ایک تھے اون ایک تھے تن ایک تھے ہم"

"اون نے کہا شکار کو چلو تن نے کہا شکار کو چلو ہم بھی پیچھے ہو لیے"

"اون نے پائی ایک چڑیا تن نے پائیں دو چڑیا"

ہم نے اکڑی جوتی بچھو دو دم بھی اٹھالی"

یہ سب بھی شکار کو گئے تھے مگر ان میں کسی نے چڑیا کی دم بھی نہیں پائی۔ واقعہ یہ ہے کہ اچھا خاصہ کام چل رہا تھا۔ نتیجہ یہ مقدمہ پیش آیا ؎

دتی شہر ہمارا اور برے گئے پر
سجے گئے شہر کرنے گئے عالمگیر

عالمگیر یعنی شاہی پالیسی نے جواب دیا ؎

بیٹھی رہو فراست میں کرکو دیکھیں
صاحب یہ بیٹھی کرو جو ہو بہن عالمگیر

مگر کمیشن کے مجیروں نے ستیاگرہ کرنے والی عورتوں سے کہلوا دیا ؎

شونا (سوراج) آون لاگے ستیاگرہ کرلیں
شونا ملانہ پی لے۔ رہ جا ہوگئے کیس

اور مردوں سے اقرار کچھ یوں کروالیا ؎

داڑھی تھی بوشن بھی آگئیں جیسی پریس
جیسے کنتا گھر سے ریسے رہے پریس

سنتے ہیں کہ اب پھر وہی پرانا راگ ستیاگرہ اور بائیکاٹ کا چھیڑا جائے گا۔ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔

دست عوام ز دست کے لیے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ

بعدالت آنریری اسسٹنٹ کلکٹر صاحب بہادر درجہ اول مقام بردولی ضلع بارہ بنکی

خان بہادر چودھری سید شاہ حسین تعلقہ دار بردولی مدعی

بنام

ٹکنی ولد [illegible] ساکن [illegible] کاشتکار موضع [illegible] پرگنہ بردولی تحصیل رام سنیہی گھاٹ ضلع بارہ بنکی۔ مدعا علیہ

[illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible] کاشتکار موضع [illegible] پرگنہ بردولی۔

ہرگاہ کہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] دائر کی ہے لہٰذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] بوقت [illegible] اصالتاً یا بذریعہ وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے واقف ہو حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کرو اور ہرگاہ کہ وہی تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہوئی ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو پیش کرو [illegible]

اور تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

[illegible]

دستخط حاکم [illegible] مہر عدالت

شرائط اشتہار

(۱) روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) ... ضمیمہ کے ... جو ... کی ... درخواست ...

(۳) ... سے کم کی ... قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) حساب ... پیشگی ... کرنا ہوگا اور ... کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائیگا۔

علاوہ ... کے ... ہر ... بھیجا جائیگا۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳ ۷

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے بچ بچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اوّل کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ٹھمریاں دھرپد و ہوریوں کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی ٹھمریاں دھرپد ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ ہے کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے لینڈا ے کتاب میں لکھ دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ ۱ ملنے کا پتہ:۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ